جہانِ آرزو
ہاجرہ مشکور ناصری

# جہانِ آرزو

ہاجرہ مشکور ناصری

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔اے اردو بازار ۔ لاہور

## ضابطہ

| | |
|---|---|
| اشاعت | بار اول |
| سن اشاعت | ۱۹۹۳ء |
| تعداد | ۵۰۰ |
| سرورق | محمد سلیم اختر |
| ناشر | ایچ ایم پبلیکیشنز لاہور |
| کمپوزنگ | دعا الفاظ گھر |
| | D - 7 فیصل ٹاؤن لاہور |






## انتساب

امید کی اس کرن کے نام
جس نے میرا جہان آرزو آباد کیا

# فہرست

# پیش لفظ

فکرو تدبر کی اس معصومیت کو جو فطرت انسان کا گراں بہا سرمایہ ہے بچپن سے بڑھاپے تک ، ضعف سے توانائی اور توانائی سے ضعف تک نہ صرف برقرار رکھنا ، بلکہ اس کی پرورش و ربوبیت میں منہمک رہنا انسانی زندگی کا عظیم ترین جہاد ہے ۔ محترمہ ہاجرہ مشکور کی شاعری اسی کامیاب جہاد کا مال غنیمت ہے ۔ زندگی کے بے حد و بے حساب و بے پناہ رنج و آلام کو محترمہ کی معصومیت نے اپنی گود میں کھلایا ، سلایا بھی ہے اور بہلایا بھی ۔ رنج و آلام سے دور رس آگاہی نے ان کی گھریلو گفتگو کو بھی وہ بے باکی اور روانی عطا کر رکھی ہے کہ اکثر و بیشتر ان کے آنسو اور مسکراہٹیں یوں ہم کلام رہتے ہیں کہ جیسے کسی نے مشاعرہ کی محفل سجا رکھی ہو ۔ ہاجرہ مشکور یتیم بچوں کی ماں ہیں لیکن جب بھی گویا ہوں شدت سے محسوس ہوتا ہے بہن یا بیٹی بول رہی ہے یہ ان متبرک مستورات میں سے ایک ہیں جو سسرال میں ہوں تو میکہ ساتھ لیکر آتی ہیں ۔ میرے حلقہ واقفیت میں یہ آج کے معاشرہ کی واحد شخصیت ہیں جو انسانیت و نسائیت کے حسین و امتزاج کو اپنی تمام خوبصورتیوں اور خوبیوں کے ساتھ برقرار رکھے ہوئے ہیں ان کی شاعری کی معصومیت و بے باکی اتنی ہی دلکش ہے ۔ جیسے معصوم بچے کی تراکیب و گرائمر سے آزاد پچی پچی ، بالوث و بے ریا ، نتائج سے بے پرواہ گفتگو ۔۔ معصوم بچوں کی گفتگو اور اظہار خیال سے انسانی معاشرہ کو جو فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے وہ بڑے بڑے نامور ادیب مہیا نہیں کر سکے یہ بچپن کی معصومیت ہی ہے جو ہر دلعزیزی کی ضمانت ہے اور

غالباً شعور و لاشعور کے تصادم سے حاصل کی ہوئی دانش ہی ہے جو اسے متنازعہ بنا دیتی ہے ۔

آرزو جینے کی ہے جینے سے بیزار بھی ہوں
نیک اعمال ہوں تھوڑی سی گنہگار بھی ہوں

چاہے اس رونے کو تم نغمہ سرائی سمجھو
جو سمجھنا ہے خوشی سے میرے بھائی سمجھو

یہ گویا ہاجرہ مشکور کی اپنے قلم سے کھینچی ہوئی اپنی تصویر ہے انسانی احساسات سے انتہائی خلوص کے اظہار کا دوسرا نام ہاجرہ مشکور کی شاعری ہے دنیا کی طرف دیکھا تو غزل کہہ لی اپنی طرف دیکھا تو گیت لکھ لئے !! محترمہ نے زندگی میں جو کچھ سہا کوئی اور ہوتا تو یا سر بازار جھولی پھیلائے کھڑا ہوتا یا پاگلوں میں جا بستا ۔ ادب کے پردے میں اپنے آپ کو اور معاشرہ کو گالیاں دے رہا ہوتا ۔ یا پھر ان الجھنوں میں دم بخود ہوتا کہ زندگی برائے ادب ہوتی ہے یا ادب برائے زندگی ہوتا ہے ۔ یوں دلاسے نہ دیتا کہ " میں تھا تو چاند گہنایا گیا ہوں " ۔ ان پتھروں کا مشکور نہ ہوتا " جنہیں کھا کر میں زخمایا گیا ہوں "
یہ نہ کہتا کہ

تیری ہر بات زمانے سے جدا ہے مشکور
تجھ کو بربادی بھی گھر بار نظر آتی ہے

شاعری میں کوئی سقم ہو تو ہو ۔ ہاجرہ مشکور کے جذبات و خیالات و احساسات اور ان کے اظہار میں کوئی سقم ، کوئی عیب ، کوئی خلا نہیں ۔ وہ ادب کے تشنہ لبوں کو آدھا گلاس دینے کی قائل نہیں ۔ جنہیں ادب کی اشتہا ہو وہ انہیں چیونگم پر نہیں ٹالتیں ۔ سسکتے الفاظ میں مسکرا کر راز حیات بیان کر جانا ہاجرہ مشکور کی شاعری کا خاصا ہے ۔ مشاعرہ ہو تو سامعین کو اپنا کلام یوں سناتی ہیں جیسے کوئی بہن اپنے بھائی کو ، بیٹی اپنے باپ کو ، سسرال تک کے اس سفر کا احوال بیان کر رہی ہو جو اسے اکیلی کو پیش آیا ہو ۔ سسرال کے احوال کو میکے کی حیا کی زبان میں بیان کرنا اور کچھ ہو نہ ہو ایک اچھی غزل ضرور ہوتا ہے



اور یہی محترمہ کی شاعری کا عنوان در عنوان ہے ۔ محترمہ جب سر مجلس ہوں تو اپنی آئندہ غزل کا عنوان تلاش کر رہی ہوتی ہیں اور خلوت میں ہوں تو داغ اور ذوق کے ہیولے ان کی ذہن پر وارد ہوتے ہیں ۔ جن کی خلوتوں میں ادب بس جائے ان کی تنہائیاں آباد ہی نہیں ہوتیں مترنم بھی ہو جاتی ہیں ۔ ان ہی مترنم تنہائیوں کا مجموعہ میرے روبرو ہے ۔ زیر مطالعہ ہو تو یقین ہے کوئی قاری تنہا نہیں ہوگا ۔

رفیق احمد باجواہ
ایڈوکیٹ سپریم کورٹ ۔ پاکستان

بات وزن دار اور مبنی برحق ہو تو چھوٹے منہ سے ادا ہو جانے پر کچھ زیادہ ہی معقول و معتبر ہوتی ہے - یہ صرف میرا ہی نہیں ، بلکہ ہر اس صاحب علم و فن کا خیال ہے جسے فن میں یکتا ، فن شعر و سخن میں منجھے ہوئے کسی ایسے سخنور کے متعلق دعوت اظہار خیال دی گئی ہو جس کی مشق سخن نصف صدی پر محیط ہو اور اس کی شاعری سچے جذبوں اور زندگی کے درد و آلام کے نام ہو مگر پھر بھی اس کے جہاں آرزو میں ویرانی اور سناٹے کی بجائے چہل پہل ہو - اس جہان آرزو کو آباد رکھنے والی ایک محترم و مبارک ہستی ، جو کہ میرے لئے ماں جیسی ممتاز شفقت کے جذبات رکھتی ہیں محترمہ ہاجرہ مشکور ناصری ہیں - ان کی شاعری پڑھنے ، سننے کا کوئی بار اتفاق ہوا جیسے ہر بار اپنے نہایت قریب سے دی جانے والی اس آواز کی طرح محسوس کیا جس میں پیغام ہو کچھ کرنے کا ، عزم ہو ، بدی سے لڑنے کا ، لہجہ ہو بے باک اور دل میں اتر جانے والا ، سلاست ہو ہواؤں کی ، روانی ہو دریاؤں کی ، موسیقی ہو پنج دریاؤں کی ! ! -- میں نے محترمہ ہاجرہ مشکور کی شاعری میں کچھ ایسا ہی تاثر پایا ہے -

کر کے کچھ دکھلایئے بہتر یہی انداز ہے -

یا پھر

اپنی بے تابی دل ہم سے چھپائی نہ گئی

ایک اور غزل میں یوں گویا ہیں

کیا سوچتا تھا سوچا ہے کیا سوچ رہی ہوں
وہ درد تھا کیا جس کی دوا سوچ رہی ہوں

تھی دہر میں کی آ کے مسرت کی تمنا
میں اپنے لئے کوئی سزا سوچ رہی ہوں

ایسی ہی خوبصورت سوچ کے سہارے محترمہ ہاجرہ مشکور دل نشین انداز میں غزل و نظم کہے جاتی ہیں ان کا سارا کلام واردات قلبی اور اپنے ارد گرد کے احوال کا مجموعہ ہے - اس سے پیشتر ان کے پنجابی کلام کا مجموعہ " دھندی برکھا " شائع ہو چکا ہے اور امید کہ جہان آرزو کے بعد کوئی اور جہان نو ان کے زور قلم سے تشکیل پائے گا میں نے ایسی

باصلاحیت و باحوصلہ خواتین بہت کم دیکھی ہیں جو محترمہ ہاجرہ مشکور کی طرح زندگی کو سلیقے اور قرینے سے گزارتی ہیں اور بڑی حوصلہ مندی سے کہتی ہیں ۔

ہے جینا جو مشکل تو پھر بھی جئے جا

مشکلات میں جینا اور جینے کا پیغام دینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے جہان آرزو کی رونق محترمہ ہاجرہ مشکور ناصری صاحبہ ہیں اور ان کے دم قدم سے نو آموختہ فن نشان راہ سخن متعین کر سکتے ہیں ۔

عاصم صحرائی
شعبہ نفسیات ۔ گورنمنٹ کالج لاہور



ان گنت لمحوں کی بے صدا چاپ دل کی دھڑکنوں سے ہمرنگ ہو کر آرزؤں کے ایسے رنگارنگ جہان کو آباد کرتی ہے کہ چاہتوں کی یہ قوس و قزاح دل و نظر میں اتر جاتی ہے آرزو کا ہر رنگ من کو موہ لینے والا ، چاہت کی ہر ادا دل کو اس طرح بس میں کر لینے والی ہو جاتی ہے کہ انسان بے قرار ہو کر پکار اٹھتا ہے ۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

مگر دل کی کیفیت جب ذرا قرار و بیقراری کے درمیان ہو تو جہاں آرزو کے شب و روز کچھ اور ہی طرح کا سرور بخشتے ہیں ۔ ایک ایسا تیر نیم کش جس کی کسک جہان آرزو کی آرزو ہے جو خوشی اور سکون سے نا آشنا ہے ان آرزوں کا بچپن درد کے رنگا رنگ جذبات سے کھیل کود کر لڑکپن کو پہنچا ہے ۔ معصوم دل جب درد و غم سے آشنا ہو جائیں تو پھر جوانی کی سرمستی و سرشاری ایک ایسے پر سوز نغمے میں ڈوب جاتی ہے جس کی ہر تان سننے والے کو رلا رلا دیتی ہے ۔

آرزوئیں نہ پھلیں ان کے جنازے نکلے
دل میں دلہن تو بنی ساتھ شہنائی نہ گئی

حال دل کہنے سے بدرجہا بہتر ہے کہ کہہ دیا جائے ۔

جوانی کی چتا جوانی سے پوچھو
کسی دل جلے کی کہانی سے پوچھو

زمانے کی ناقدری اور ناسپاسی کا رونا بھی ہر اہل درد اور حساس الطبع انسانوں کی طرح رویا گیا ہے ۔

بیٹھے ہی تھے جو سایہ دیوار دیکھ کر
ہم کو اٹھا دیا گیا نادار دیکھ کر

یا پھر

ہم زندگی کے ہاتھوں بے جان ہو گئے
حسرت رہی خوشی کی نقصان ہو گئے

اے بے ثبات دنیا او سنگدل زمانے
ہم ہیں کہ پھر بھی تجھ پہ قربان ہو گئے

آرزوں کے "بھریئے دوپٹے" کی رنگا رنگ لپٹ میں لپٹ کر سیدھے سچے لفظوں کی شان کچھ ایسی دو بالا ہو جاتی ہے کہ احساس ہوتا ہے میر تقی میر کا زمانہ لوٹ آیا ہے۔

میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کرنا چاہوں گی کیونکہ میں فاضل مصنف کے جہان آرزو کی ایک ایسی آرزو ہوں جس کی چمک دمک ان کی قد آور شخصیت کے دم قدم سے ہے۔

"اس جہان آرزو کے لئے جو کہ میرے لئے جنت کی نوید ہے۔"

اہتمام و احترام کے ساتھ

شفقت سلطانہ



# میرا جہان آرزو!

اپنے ساتھ کچھ عجب معاملہ رہا ہے۔ ہوایوں کہ سخنوری مجھے ورثے میں اپنے والد محترم مولانا عبدالرحیم صاحب سے مل گئی اور پھر یہ ذوق شعر و ادب مجھے دنیائے علم و آگہی میں لے آیا ---- تشنہ ذہن علم کی امرت سے سیراب ہونے لگا اور یوں میرے لئے گھر کی چار دیواری کے اندر ہی علم و تدریس کا سلسلہ چل نکلا۔ میرے چچا زاد جو کہ بعد میں میرے شوہر نامدار ہوئے۔ میرے استاد ہونے کا شرف بھی انہی کو حاصل ہوا۔ ادھر میرے شوہر نے جامعہ بہاولپور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی تو دوسری طرف میں نے اردو ادب کا خصوصی طور پر مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ شاعری کی اچھی خاصی بیاض بھی بنا ڈالی جو کہ حالات کے مدوجزر کی نذر ہو گئی اور شرف اشاعت حاصل نہ کر سکی۔ مگر میں نے لکھنے سے منہ نہیں موڑا اور لکھنے پڑھنے کا مشغلہ جاری رکھا۔ انہیں ایام میں مجھے گھر گرہستی کے بندھن میں باندھ دیا گیا اور یوں میری شاعری ایک عرصہ تک تعطل کا شکار رہی۔ لیکن حالات کی شکل کچھ یوں تھی۔

گو میں رہا رہین ستم ہائے روز گار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

گھر داری میں پڑ جانے کے باوجود میں نے شعر و ادب کو یکسر فراموش نہیں کیا بلکہ کچھ نہ کچھ کلام ہو ہی جاتا تھا۔ ایک بات واضع کر دوں کہ گھر میں رہ کر جو کچھ بھی لکھتی تھی وہ کلام اشاعت کی زینت نہیں بنتا تھا۔ بلکہ لکھ کر فارغ ہو جاتی تھی مجھے کلام کو پریس میں بھیجنے کی اجازت نہ تھی آپ یوں سمجھیں کہ بلا کا شوق تھا مجھے شعر کہنے کا، لہذا میں نے شعر کہے اگرچہ ابتدائی دور کا کلام محفوظ نہ ہو سکا۔ بہر حال حالات کے دھارے میں

بہتے ہوئے بیوگی کے گرداب میں پھنس گئی ۔ بہت مشکل وقت تھا ۔ چھوٹے چھوٹے بچے جنہیں ابھی پل بڑھ کر جوان ہونا تھا ۔ یہی وہ وقت تھا جب مجھے دوست اور دشمن کی پہچان ہوئی ۔

• اپنے بیگانوں کے اچھے برے رویوں کی داستان ہے میری شاعری !!! --

آرزوؤں کا جہان ہے میری شاعری !!! ----

اپنے دکھ درد کو لفظوں میں سمو لیتی ہوں
آپ تو یوں ہی کہے جاتے ہیں فنکار مجھے

مایوسیوں میں جہان آرزو کو آباد کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ پر زور طوفان میں ایک ننھے سے دیے کو روشن رکھنا ! --- میں نے اندھیرے میں رہ کر اجالوں کی تمنا کی ہے --- میں نے دکھ جھیل کر سکھ کی آرزو کی ہے ----- میں نے تدبیر اور تقدیر دونوں سے مات کھائی ہے مگر اس کے باوجود پاک پروردگار نے ہمت حوصلہ بھی کمال کا عطا کیا ہے ۔ ناکام ضرور ہوئی ہوں مگر ناامید نہیں ہوئی اسی امید نے ایک جہان آرزو کو آراستہ کیا ہے آپ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس جہان آرزو کو سدا آباد رکھے ، آمین !

ہاجرہ مشکور ناصری



# حمد باری تعالیٰ

تجھ کو دیکھا تو نہیں تیری خدائی دیکھی
جس طرف دیکھا وہاں تیری بڑائی دیکھی

عقل و دانش کے جہاں الجھے مسائل دیکھے
اے خدا تیری وہاں عقدہ کشائی دیکھی

بخت میں جس کے تو چاہے تو بیداری کر دے
اپنی رحمت کے سمندر کو تو جاری کر دے

تو جو چاہے تو کرے کن سے جہاں کو پیدا
چمن اجڑے میں تو پھر فصل بہاری کر دے

شب معراج محمد کو بلایا تو نے
راز ہستی کا جو تھا ان کو بتایا تو نے

تیرے مشکور ہیں ہم پہ جو یہ احسان کیا
امت احمد مرسل میں بنایا ہمیں قرآن دیا



## دعا

یا رب کبھی دکھلا دے گلزار مدینہ !
آنکھوں میں بسالوں میں انوار مدینہ !

نہ زر کی ضرورت ہے جنت کی نہ طالب ہوں
اے کاش کہ ہو جائے دیدار مدینہ !

اے چارہ گرو مجھ پہ نہ چارہ گری کرنا
بیمار ہوں لیکن ہوں بیمار مدینہ !

یا رب میری یہ حسرت دل ہی میں نہ رہ جائے
سوتے ہی میں دکھلا دے سرکار مدینہ !

قربان کروں تجھ پہ میں دونوں جہاں کو
اے نور مجسم ، اے دیار مدینہ !

جب حشر کے میدان میں عصیوں کی سزا ہو گی
اس وقت بچا لیں گے سردار مدینہ !

دیدار کی پیاسی ہیں مشکور کی یہ آنکھیں
یا رب انہیں دکھلا دے سو بار مدینہ



## سامنے آنکھوں کے سرکار نظر آتے ہیں

○○○

من کی نیا تو کئی سالوں سے منجدھار میں تھی
اب کناروں کے کچھ آثار نظر آتے ہیں

وقت کے ساتھ مقدر بھی بدل جاتا ہے
کھل ہی جاتے ہیں جو اسرار نظر آتے ہیں

جب مدینے کا کبھی نام لبوں تک آیا
سامنے آنکھوں کے سرکار نظر آتے ہیں

اس سے بڑھ کر بھلا اس خاک کی عظمت کیا ہو
مثل کعبہ درو دیوار نظر آتے ہیں

کملی والے میرے دیس میں ایسا کیوں ہے
پھول کھلتے ہیں مگر خار نظر آتے ہیں

بخش دیں پاؤں کی مٹی کا خزانہ مجھ کو
سونا چاندی سبھی بیکار نظر آتے ہیں

اب تو مشکور کے اس حال پہ ہو نظر کرم !
جو بھی ہیں اس سے وہ بیزار نظر آتے ہیں



## تیری مشکور ہوں کعبہ میں بلانے والے

کعبہ دیکھا تو وہاں رب کے نظارے دیکھے
مسجد نبوی میں اللہ کے تھے پیارے دیکھے

ہر طرف جھومتی رحمت کی گھٹائیں دیکھیں
حمد ربی میں مگن چاند ستارے دیکھے

ثور و غار حرا دونوں منور دیکھیں
جو مقدس تھے نشاں سارے کے سارے دیکھے

ایڑیاں رگڑیں جہاں اسمعیل ذبیح اللہ
آب زمزم میں نہاں نور کے دھارے دیکھے

جو کہ معذور تھے ہر در سے تھے ٹھکرائے ہوئے
کملی والے کے تھے در پہ وہ بیچارے دیکھے

تنگدستی سے یہاں جینا تھا جن کا مشکل
میں نے شاہوں کی طرح وہاں ان کے گزارے دیکھے

تیری مشکور ہوں کعبہ میں بلانے والے ؛
میں تیرے لاکھوں وہاں روپ پیارے دیکھے



## اے میرے اہل وطن یہ وقت کی آواز ہے

○

کر کے کچھ دکھلائیے بہتر یہی انداز ہے
اے میرے اہل وطن یہ وقت کی آواز ہے

کربلا میں تیغ کے نیچے پڑھیں مل کر نماز
ایک قبلہ ہے ہمارا ، ایک ہے عجم و حجاز

ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہے اور نہ کوئی بندہ نواز

سمجھو پھبتی کے پردے میں پوشیدہ راز ہے
اے میرے اہل وطن یہ وقت کی آواز ہے

○

ہم کو ہر مشکل گھڑی میں مسکرانا چاہیے
وطن کی خاطر ہمیں کچھ کر دکھانا چاہیے
اپنے پرچم کے تلے سر کو جھکانا چاہیے
جان دے کر بھی فرائض کو نبھانا چاہیے

جو نمایاں کام کر جائے وہی جانباز ہے
اے میرے اہل وطن یہ وقت کی آواز ہے

○

یہ وطن پیارا وطن سب کا ہے یہ دارالماں
گنگناتی اس کی نہریں لہلہاتی کھیتیاں

مورچوں کو ہیں سنبھالے کیا سپاہی کیا کساں
زندہ و تابندہ تو ہر دم رہے پاکستان

تیرے اک اک ذرے پہ ہم کو بڑا ہی ناز ہے
اے میرے اہل وطن یہ وقت کی آواز ہے



○

ہم خزاؤں سے بھی الجھیں گے بہاروں کے لئے
اپنی خوشیوں کو ہے رکھا اشکباروں کے لئے
تندرستی کو لٹا دیں گے بیماروں کے لئے
دار پر بھی مسکرائیں گے پیاروں کے لئے

جذبہ ایثار میں کتنی بڑی پرواز ہے
اے میرے اہل وطن یہ وقت کی آواز ہے

## ڈوبتے دیکھے کئی ہم نے سفینے والے

○

غم افلاس میں بھی جیتے ہیں جینے والے
ہوس پہ مرتے کئی دیکھے خزینے والے

ہے جو گرداب تو پھر بھی نہ کوئی خوف تو کر
ڈوبتے دیکھے ہیں کئی ہم نے سفینے والے

تجھ کو کیا خوف ہے مشکور بھلا عصیوں کا
بخشوائیں گے قیامت کو مدینے والے



## دکھی دلوں کو درد کا درمان چاہیے

اللہ ، رسول پر تیرا ایمان چاہیے
تو مسلمان ہے تیری پہچان چاہیے

خود غرضیوں کے زہر سے مرتے ہیں آدمی
اب زندگی کو پیار کا عنوان چاہیے

تو ناتواں کو گرنے سے پہلے سنبھال لے
دل میں بھی کار خیر کا طوفان چاہیے

دکھیوں کو دیکھ کر نہ تو رستہ بدل کے چل
دکھی دلوں کو درد کا درمان چاہیے

یہ کم نہیں کہ اشرف المخلوقات ہے یہاں
کیا اس سے بڑھ کے بھی تجھے کچھ شان چاہیے ؟

آدم کی سب اولاد ہیں ، پھر بھائی بھائی ہیں
بھائی کا اپنے بھائی پہ احسان چاہیے

مشکور کاش روضہ اقدس کو دیکھ لے !
اس کو نہ کوئی دنیا کا سامان چاہیے

## غزل

○

خوشیوں کا زمانہ روٹھ گیا چاہت کے ترانے چھوڑ دیے
آزادی ہے اب تو رونے کی سب حیلے بہانے چھوڑ دیے

دکھ درد بھری اپنی بپتا سن کر کوئی آنکھ بھی نم نہ ہوئی
بنتا جو نہیں اپنا کوئی دکھ درد سنانے چھوڑ دیے

انسانوں کی اس بستی میں ویرانی ہی ویرانی ہے
شہروں کی جو حالت کو دیکھا ہم نے ویرانے چھوڑ دیے

خود غرضی کا یہ عالم ہے بے غرض کسی سے پیار نہیں
نادار و مفلس سے دیکھو یاروں نے یارانے چھوڑ دیے

دستور وفا کی کیا کہیے ، مشکور یہ بات انوکھی ہے
پکڑا تو فقط فرزانوں کو بدمست دیوانے چھوڑ دیے

## غزل

ختم ہو جائے گی یہ رنگین کہانی ایک دن
رنگ لائے گی ہماری ناتوانی ایک دن

یہ تصنع کا زمانہ ہے کبھی تم دیکھنا
زہر بن جائے گی یہ شیریں کلامی ایک دن

کیوں تو اترانے لگا ہے نوجوان خوش ادا
چھوڑ جائے گی تجھے تیری جوانی ایک دن

مثل قاروں سیم و زر کی اس لگن کو چھوڑ دے
سوچ اے انسان ہو جانا ہے فانی ایک دن

زندگی مشکور کی ہے رنج و غم کی داستاں
خوف ہے ہم کو نہ ہو جائے دیوانی ایک دن



## غزل

بیٹھے ہی تھے جو سایہ دیوار دیکھ کر
ہم کو اٹھا دیا گیا نادار دیکھ کر

انسانیت کی خاک اڑاتے رہے تھے وہ
ہم چپ رہے تھے وقت کی رفتار دیکھ کر

ان کو تو ہم فرشتہ صفت جانتے رہے
رائے بدل رہے ہیں اب کردار دیکھ کر

راہ خدا میں جان کی پرواہ نہیں جنہیں
وہ سچ کو بھولتے نہیں تلوار دیکھ کر

زر کے پجاریو سنو جینا ہے چار دن
نہ ظلم ڈھاؤ تم کوئی لاچار دیکھ کر

وہ جا رہے تھے کار میں شاپنگ کے واسطے
ہم دور ہی سے رو دیے بازار دیکھ کر

خود غرضیوں کا دور ہے مشکور کیا کریں
وحشت سی دل کو ہوتی ہے گھر بار دیکھ کر



## ہم جیتے ہیں پیارے!

گزرے ہوئے لمحات کی یادوں کے سہارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے
وہ جانے کہاں کھو گئے ہم لاکھ پکارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے

طوفان میں بھی ہم نے کئی بار پکارا
لو تھام لو تم آن کے پتوار ہمارا

جب ڈوب چلی کشتی نظر آئے کنارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے
وہ جانے کہاں کھو گئے ہم لاکھ پکارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے

گلشن میں بہاروں نے کئی پھول سجائے
یہ ٹھنڈی ہوا مست سماں جی کو نہ بھائے

وہ پاس نہیں روٹھ گئے سمت نظارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے
وہ جانے کہاں کھو گے ہم لاکھ پکارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے

آجا کہ سجن بن کے رہوں تیری میں داسی
آنکھیں بھی ابھی تک ہیں تیری دید کی پیاسی

جیون کو گزاریں گے بھلا کس کے سہارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے
وہ جانے کہاں کھو گئے ہم لاکھ پکارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے

مشکور تو کوہ طور کی مانند جلی ہے
طوفانوں سے کھیلی ہے خزاؤں میں پلی ہے

گردش میں مقدر کے رہے چاند ستارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے
وہ جانے کہاں کھو گئے ہم لاکھ پکارے ۔ ہم جیتے ہیں پیارے



## غزل

پائی نہیں کسی نے بھی تیری خبر ابھی
اوجھل ہے ہر نظر سے تری رہگزر ابھی

برق بلا سے کہہ دو ذرا صبر سے رہے
ہے ناتمام سا ہی بنا میرا گھر ابھی

تم چاہتے ہو ہونٹوں پہ ہوں مسکراہٹیں
لیکن میں کیا کروں ہے میری چشم تر ابھی

اوروں نے اپنی راہ تمنا کو پالیا
سویا ہوا ہے میرا مگر ہمسفر ابھی

وعدہ کیا تھا آنے کا آئے نہیں مگر
اس انتظار میں ہیں کھلے بام و در ابھی

دل کا غبار آنکھ کے ساغر نے دھو دیا
کچھ حال دل کہوں گی مگر مختصر ابھی

مشکور مل ہی جائے گی منزل بھی ایک دن
آیا کہاں ہے آہ میں تیری اثر ابھی



## یوم آزادی

آج ماضی کی یادیں ابھرنے لگیں
ہیں سے پھر وہی یاد آنے لگے

جب اسیری کی زنجیر کھلنے لگی
حق پرستوں کے دل مسکرانے لگے

آزمائش کڑی تھی عجب تھا سماں
کفرو ایماں الجھ کر دکھانے لگے

ایک ہی تھی تمنا آزادی ملے
مال و جاں ، سر کی بازی لگانے لگے

چھن گئے ماں کی گودی سے لعل و گہر
عصمتوں کے بھی لٹنے خزانے لگے

کتنے اجڑے سہاگوں کی ہے داستاں
پھر وہ گنگا کو الٹی بہانے لگے

منزلوں کی طرف قافلے تھے رواں
چارہ گر راستوں کو بتانے لگے

کامرانی ملی حق ہی غالب ہوا
پاؤں تھے جھوٹ کے ڈگمگانے لگے

اپنا پیارا وطن مل گیا تو سبھی
گیت مل کر آزادی کے گانے لگے

جب آزادی کا پرچم لہرانے لگا
ناخداؤں کے بیڑے ٹھکانے لگے



## مبارک مہینہ

ہے رمضان کا یہ مبارک مہینہ
سکھاتا ہے جینے کا بہتر قرینہ
رحمت کا اس میں چھپا ہے خزینہ
یہ جنت کی چابی ہے جنت کا زینہ
مبارک ہو سب کو مبارک مہینہ !

جو سحری کو اٹھتے ہیں اللہ کے پیارے
ہر اک سمت ہوتے ہیں رنگین نظارے
چمکتے ہوئے آسماں کے ستارے
عبادت میں ہوتے ہیں سارے کے سارے
مبارک ہو سب کو مبارک مہینہ !

گناہوں کے دھبے مٹا دینے والا
گنہگار کو بخشوا دینے والا
یہ سوتے ہوؤں کو جگا دینے والا
یہ بگڑی کو سب کی بنا دینے والا
مبارک ہو سب کو مبارک مہینہ !

## غزل

رحم کر نیند مجھ کو سونے دے
چاہے سپنے مجھے ڈراؤنے دے

ذہن نے دل کو بخش دی سوچیں
جیسے بچے کو ماں کھلونے دے

کوئی گلشن اجڑ گیا شاید
روئے شبنم تو اس کو رونے دے

نیند آنکھوں میں لوٹ کر آئے
کوئی ایسے مجھے بچھونے دے

تو وہ حرماں نصیب ہے مشکور
تجھ کو درد الم نہ سونے دے



## سکون ڈھونڈتے رہے

اپنے اپنے طور میں
بے حسی کے دور میں
ظلم اور جور میں
قہقہوں کے شور میں
اپنے دل کے چور میں
سکون ڈھونڈتے رہے

ایٹموں کی چھاؤں میں
شہر اور گاؤں میں
کبھی اڑے ہواؤں میں
کبھی لڑے فضاؤں میں
نامعلوم راہوں میں
سکون ڈھونڈتے رہے

## "قحط الرجال" ہے مگر!

قحط الرجال ہے مگر قحط جفا نہیں
دنیائے رنگ و بو میں ہی بوئے وفا نہیں

ہم کو نئی تہذیب نے بیمار کر دیا
یہ راس ہم کو مغربی آب و ہوا نہیں

یوں شور ڈالنے سے تو رکتا نہیں ہے شور
بازو پھیلانے سے کبھی طوفاں رکا نہیں

اب تو جناب دور یہ قحط عمل کا ہے
اس مرض لا علاج کی کوئی دوا نہیں

مشکور سب آثار قیامت ہی جانیے
ہوتا ہے آج وہ جو پہلے ہوا نہیں



## غزل

بے کس و بے بس ہوں اور مجبور ہوں
اپنی منزل سے بہت ہی دور ہوں

آسماں دیکھی ہیں میری وسعتیں
آج گو پستی پہ میں رنجور ہوں

دل دکھایا تھا کسی کا نہ کبھی
کیوں زمانے میں بری مشہور ہوں

آرزوئیں جل کے خاکستر ہوئیں
مجھ کو یوں سمجھو کہ مثل طور ہوں

میرے رونے میں حقیقت ہے نہاں
اس لئے رونے پہ میں مجبور ہوں

میں کسی کی بزم کی رونق نہیں
نہ کسی کی آنکھ کا میں نور ہوں

خوف طاری دل پہ تھا صیاد کا
آشیاں سے اس لئے معزور ہوں

دوست اجڑے دل کی ویرانی نہ پوچھ
حال دل کہنے سے میں معذور ہوں

سینکڑوں دل پر ہوئے جور و ستم
پھر بھی دنیا کی بڑی مشکور ہوں



## کہیں نہ ملے تم!

باغوں میں دیکھا بہاروں میں دیکھا
کبھی چاند سورج ستاروں میں دیکھا
دریا کے اونچے کناروں میں دیکھا
اے ساجن تجھے آبشاروں میں دیکھا
کہیں نہ ملے تم!

کئی اچھے اچھے اداروں میں دیکھا
گلیوں میں دیکھا بازاروں میں دیکھا
کہیں دشمنوں میں پیاروں میں دیکھا
لاکھوں میں دیکھا ہزاروں میں دیکھا
کہیں نہ ملے تم!

کبھی تجھ کو اونچی فضاؤں میں دیکھا
کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں دیکھا
حسینوں میں دیکھا اداؤں میں دیکھا
امیروں میں دیکھا گداؤں میں دیکھا
کہیں نہ ملے تم!

تمہیں میں نے اپنے خیالوں میں دیکھا
اندھیرے بھی دیکھے اجالوں میں دیکھا
مہینوں میں بھی اور سالوں میں دیکھا
کمالوں میں دیکھا زوالوں میں دیکھا

کہیں نہ ملے تم!

تمہیں میں نے اپنے بیگانوں میں دیکھا
ہشیار دیکھے دیوانوں میں دیکھا
زمینوں میں اور آسمانوں میں دیکھا
غرض میں نے دونوں جہانوں میں دیکھا

کہیں نہ ملے تم!

اے ساجن میں۔ مجبور ہوکر بھی دیکھا
ہنس کر بھی دیکھا ہے رو کر بھی دیکھا
میں اشکوں سے دامن بھگو کر بھی دیکھا
اور مشکور نے تیری ہو کر بھی دیکھا

کہیں نہ ملے تم!



## غزل

زندگی تو حسرتوں کا نام ہے
آرزو جو بھی ہے وہ ناکام ہے

سب جہاں تاریک آتا ہے نظر
دن ہے کیا میرے لئے تو شام ہے

ہستی آدم کا جو آغاز تھا
بیکسانہ سا وہی انجام ہے

ہو مبارک جھونپڑی یہ پھونس کی
قصر شاہی سے مجھے کیا کام ہے

ہنس رہے ہیں بے کسوں کو دیکھ کر
اس زمانے میں یہ فیشن عام ہے

بڑھ رہا ہے مرض میرا رات دن
اصل میں یہ موت کا پیغام ہے

چھا رہے ہیں غم کے سائے چار سو
جس کو کہتے ہیں خوشی اک نام ہے

لحد پہ مشکور کی نہ شور ہو
سو رہی ہے اب اسے آرام ہے



## سمجھو!!!

مجھے شاعر نہ سہی ایک سودائی سمجھو
گوہر علم کی ہوں ایک شیدائی سمجھو

دل کی آواز کی ہے دل کو رسائی سمجھو
میرے اس ذوق کو تم چاہے برائی سمجھو

بات چھوٹی ہے مگر اس کی گہرائی سمجھو
جو سمجھنا ہے خوشی سے میرے بھائی سمجھو

جذبہ شعر و سخن نغمہ سرا ہوتے ہیں
سینکڑوں دل ہی میں طوفان بپا ہوتے ہیں

جب مجھے دیکھ کر کچھ لوگ خفا ہوتے ہیں
پھر میری حسرتوارماں فنا ہوتے ہیں

شاعری کیا ہے میرے دل کی دوہائی سمجھو
جو سمجھنا ہے خوشی سے میرے بھائی سمجھو

تیرہ بختی میں بھی کچھ سست ہوں ہشیار بھی ہوں
تیز رفتار و گفتار ہوں بیمار بھی ہوں

آرزو جینے کی ہے جینے سے بیزار بھی ہوں
نیک اعمال ہوں تھوڑی سی گنہگار بھی ہوں

چاہے اس رونے کو تم نغمہ سرائی سمجھو
جو سمجھنا ہے خوشی سے میرے بھائی سمجھو



## غزل

ہم زندگی کے ہاتھوں بے جان ہو گئے
حسرت رہی خوشی کی نقصان ہو گئے

اے بے ثبات دنیا او سنگدل زمانے !
ہم ہیں کہ پھر بھی تجھ پہ قربان ہو گئے

جن کو جنم دیا تھا اور جان سے تھے پیارے
وہ داستان غم کا عنوان ہو گئے

اجڑا ہے آشیانہ ، روٹھی ہیں اب بہاریں
شام و سحر ہیں اپنے ویران ہو گئے

دل کا ناسور اب تو بڑھتا ہی جا رہا ہے
چارہ گروں نے دیکھا حیران ہو گئے

چھینا ہے جس نے تیرا آرام زندگی کا
مشکور اب وہ تجھ سے انجان ہو گئے



## غزل

عہد وفا بھلا دیا فصل بہار میں
ہم جاں بلب ہیں دیکھ تیرے انتظار میں

کہنے کو تم یہ کہتے ہو دل برقرار رکھ
آتا نہیں قرار ، دل بے قرار میں

آؤ جو تم تو ہوتی ہے آمد بہار کی
جانے سے روٹھ جاتی ہے رونق بہار میں

تیرا خیال جبکہ ڈبونا ہی ہے مجھے
رکھا ہے پھر کیا میرے لئے آر پار میں

دنیا میں رہ کے راز حقیقت نہ پا سکے
مشکور کھوئے اس طرح کچھ تیرے پیار میں

## غزل

مصائب سے نہ گھبرا کر میں ہستی کو مٹا ڈالوں
تمناؤں کی جو دیوار ہے اس کو گرا ڈالوں

سنا ہے آج وہ آکر سنیں گئے قصہ غم کو
نہ کیوں افسانہ دل خون سے رنگین بنا ڈالوں

میں وہ انسان ہوں جس کو فرشتوں نے کیا سجدہ
میں اشرف ہوں میں اعلیٰ ہوں بتا ڈالوں

کیسے ہیں ضبط آنسو میری آنکھوں سے نہ بہہ جائیں
جو رونے پر میں آجاؤں زمانے کو بہا ڈالوں

اگر نیا کے کھیون ہار ہی مشکور بے بس ہیں
تو پھر حالات کے طوفان میں کشتی بہا ڈالوں



## غزل

ایک خدشہ سا لگا رہتا ہے ہر بار مجھے
کیا خریدے گا تیرے شہر کا بازار مجھے

اپنے دکھ درد کو لفظوں میں سمو لیتی ہوں
آپ تو یوں ہی کہے جاتے ہیں فنکار مجھے

میں نے شہروں کی فضاؤں میں فسانے دیکھے
جو زبان کہہ نہ سکی کہہ گئی دیوار مجھے

پھول تو خنداں رہے میری زبوں حالی پر
زندگانی کا سبق دیتے رہے خار مجھے

اب تو صحراؤں پہ گلشن کا گماں ہونے لگا
کیوں یہ ویران نظر آتے ہیں دیار مجھے

باتوں باتوں میں وہ پگڑی کی قسم کھاتے ہیں
مشتبہ لگتی ہے دستار کی ہر تار مجھے

زندگی بحر تلاطم تو بنی جاتی ہے
مل سکا آر نہ مشکور کبھی پار مجھے



## غزل

زندگی کے ساز کو خود ہی بجانا سیکھ لے
وقت کے اس ساز پر تو گیت گانا سیکھ لے

ناامیدی کفر ہے مایوس ہونا ہے گناہ
گھر کے طوفانوں میں بھی تو مسکرانا سیکھ لے

وہ بھی ہیں جو آپ اپنے کاتب تقدیر ہیں
تو بھی خود اپنے مقدر کو بنانا سیکھ لے

تیری عظمت کی ملائک نے کیا تسلیم خم
آسماں کی وسعتوں پر آنا جانا سیکھ لے

نقش پا اسلاف پر ہر دم رہے تو گامزن
بے کسوں کے واسطے تو کام آنا سیکھ لے

ملک و ملت پر نچھاور ہو متاع زندگی
وطن کی عظمت پہ تو سب کچھ لٹانا سیکھ لے

عزم محکم سے سبھی مل کر کریں تعمیر نو
تو بھی اے مشکور قدموں کو بڑھانا سیکھ لے



## عہد رفتہ

یہ خون دل سے لکھی ہے کہانی دیکھتے جاؤ
نہ درماں کر سکو درد نہانی دیکھتے جاؤ

یہ ڈر ہے میرے آنسو کوئی طغیانی نہ لے آئیں
میرے ہمدم میری آنکھوں کا پانی دیکھتے جاؤ

بلایا آپ نے تھا مجھ کو مقتل میں ، میں حاضر ہوں
میری گردن پہ خنجر کی روانی دیکھتے جاؤ

ڈبویا میری نیاکو لب ساحل کھویا نے
میرے اس ناخدا کی مہربانی دیکھتے جاؤ

چلے جاتے ہو جاؤ تم مگر اتنی گزارش ہے
کسی کی خاک میں ملتی جوانی دیکھتے جاؤ

# غزل

یہ چند الفاظ ہیں لائی ہوں جو اشعار کی خاطر
میں شاعر تو نہیں تھی بن گئی ہوں پیار کی خاطر

تیری الفت میں لٹ کر ہو گئے قلاش اے جاناں
مگر دل کو بچا کر رکھ لیا سرکار کی خاطر

بتوں کی بے وفائی کیا، عشق کی پارسائی کیا؟
یہ اک رنگین فسانہ ہے بنا سنسار کی خاطر

اگر چاہو تو مر جائیں کہو تو ہم بھی جی لیں گے
یہ مقصود حیاتی ہے تیری گفتار کی خاطر

تیرے دل کی ویرانی دیکھ کر افسوس ہے مشکور!
مگر جو کچھ کیا تونے کیا ہے پیار کی خاطر



جتا کر پہلے الفت پھر کیا مشکور کو رسوا
ستمگر اپنی یہ بھی مہربانی دیکھتے جاؤ

## دو شعر

ملے نہ آپ مگر آپ کے خیال ملے
لحد پہ آئے ہو کتنے ہو تم محال ملے

وبال جان ہے اس کی یہ زندگی مشکور
جسے جہان میں نہ کوئی بھی ہم خیال ملے



## غزل

سینکڑوں غم سہے عذاب آئے
اب دعا ہے اجل شتاب آئے

زندگی بھر مجھے ملے نہ کبھی
کیوں میری لحد پر جناب آئے

عہد رفتہ ہے مجھ کو یاد اتنا
شب کو جیسے حسین خواب آئے

سر بھی دینا ضرور ہوتا ہے
ہم کو الفت کے نہ آداب آئے

خالی کاغذ ہی بھیج دو مجھ کو
کچھ تو خط کا میرے جواب آئے

## خوشیاں منائی جائیں گی جو خود کو پالیا!

خوشیوں کے بس خیال سے دل کو بہلا لیا
خود کو فریب دے لیا دھوکہ ہے کھا لیا

آئی آواز کان میں اپنے ضمیر کی
چپکے سے اس کو ساتھ ہی اپنے سلا لیا

آبادیاں نصیب کہاں بدنصیب کو
دل کے ویران خانے میں اک گھر بسا لیا

گم ہو گئے ہیں ایسے کہ اپنی خبر نہیں
خوشیاں منائی جائیں گی جو خود کو پالیا

تنہائیوں کے خوف سے گھبرا رہا تھا دل
اب دل میں حسرتوں نے ہے میلہ لگا لیا



ٹھہر جا اجل سانس لینے دے
پاس میرے ہیں کچھ احباب آئے

انقلاب جہاں میں اے مشکور
غم بھی آئے تو بے حساب آئے

گزرے لمحوں کی یاد میں دل نہ جلاؤ تم
دھوکہ تھا ایک بخت میں لکھا جو کھا لیا

مشکور ان کی یاد میں نہ ہو گی اشکبار
ان کو تصورات سے دل میں ہے پا لیا



## میں اپنے لئے کوئی سزا سوچ رہی ہوں

کیا سوچتا تھا ، سوچا ہے کیا سوچ رہی ہوں
وہ درد تھا کیا جس کی دوا سوچ رہی ہوں

تھی دہر میں کی آکے مسرت کی تمنا
میں اپنی لئے کوئی سزا سوچ رہی ہوں

ناکام تمناؤں کا ہے شور میری سوچ
سمجھے ہیں مجھے آپ بھلا سوچ رہی ہوں

ہوتے جو کبھی آپ تو پھر سوچتے دونوں
افسوس ! مگر آج تنہا سوچ رہی ہوں

ہیں اشک رواں آنکھوں سے اور دل میں تڑپ ہے
الفت کا صلہ یہ ہے ملا سوچ رہی ہوں

## غزل

جب کبھی ہوتی ہے بیماروں کی بات
ساتھ چل جاتی ہے دیناروں کی بات

مفلسی میں کوئی بھی سنتا نہیں
ورد ہو جاتی ہے زر داروں کی بات

کوئی دشمن بھی یہاں ملتا نہیں
آپ نے پوچھی ہے غم خواروں کی بات

دین اپنے کی خبر جس کو نہیں
کیا کریں ہم ایسے دینداروں کی بات

پھول کے سینے کو چھلنی کر دیا
کیا کریں مشکور اب خاروں کی بات



برسات میں اک آگ سی جلتی ہے جگر میں
کیوں چبھتی ہے یہ ٹھنڈی ہوا سوچ رہی ہوں

غصے میں تھی مشکور کہا ڈانٹ کے دل کو
نادان سنبھل ، دیکھ ذرا سوچ رہی ہوں

## قطعہ

سوچ جاتی ہے میری ایسے میری رات کے ساتھ
جس طرح دولھا کوئی جاتا ہو بارات کے ساتھ

آسکی کام نہ مشکور یہ عقل و دانش
اب تو چپکے سے بہے جاتے ہیں حالات کے ساتھ

## ایک شعر

زندگی ہے حباب کی صورت
پھر بھی گزرے عذاب کی صورت



## غزل

یہی تھا مقدر ، یہی تھا فسانہ
کہ روئیں گے ہم اور ہنسے گا زمانہ

مجھے یاد آتی ہیں ماضی کی باتیں
وہ گلشن میں تھا جب میرا آشیانہ

بہک کر جو کیں ہوشمندوں نے باتیں
تو پھر اب بھلا کیا کہے گا دیوانہ

کوئی گیت ایسا تو مجھ کو سنا دے
کہ جس سے محبت کا گونجے ترانہ

ہم نے تو عمر کاٹ دی تیری دہلیز پر
تو نے کبھی نہ بھول کر دیکھی یہ چشم تر

سوچا نشان چوم لوں قدموں کے میں تیرے
افسوس یہ کہ بھول گئی تیری رہگزر

عمر دراز مانگی کہ کوئی خوشی ملے
اس ناتمام آرزو میں کٹ گئی عمر

زخم جگر ہیں آج چراغاں کیے ہوئے
مشکور خوش ہوں آئیں گے وہ آج میرے گھر



متاع خوشی کب سے ہی کھو چکے ہیں
یہ درد جگر اب ہے اپنا خزانہ

خدا سے تو مشکور کی یہ دعا ہے
میرا سر محمد کا ہو آستانہ

## غزل

اپنے گھر مہمان ہو کر رہ گئی
زندگی بے جان ہو کر رہ گئی

باغ ہستی پہ قیامت آگئی
ہر کل ویران ہو کر رہ گئی

میرے غم خانے کی رونق لٹ گئی
زندگی سنسان ہو کر رہ گئی

رنج و غم کے ماسوا کچھ نہ ملا
غم کا میں عنوان ہو کر رہ گئی

ہائے ری مشکور مجبوری تیری
غم کا تو دیوان ہو کر رہ گئی



## لٹا قافلہ دل کا کیسے بتاؤں؟

جوانی کی پپتا جوانی سے پوچھو
کسی دل جلے کی کہانی سے پوچھو

میں بربادیاں اپنی کیسے بتاؤں
حقیقت میری اس ویرانی سے پوچھو

جلا کر نشیمن مجھے پوچھتے ہو
یہ تم اپنی شعلہ بیانی سے پوچھو

میں نالاں ہوں اس بے رخی پہ تمہاری
ذرا حال دل مہربانی سے پوچھو

عجب سلسلہ زندگی ، موت کا ہے
اجل کیا ہے یہ زندگانی سے پوچھو

لٹا قافلہ دل کا کیسے بتاؤں
میرے آنسوؤں کی روانی سے پوچھو

مظالم زمانے میں کتنے ہوئے ہیں
یہ مشکور کی ناتوانی سے پوچھو



## غزل

ہے جینا جو مشکل تو پھر بھی جیئے جا
چھپا لے یہ آنسو لبوں کو سیئے جا

تیرے بعد بھی ہوا تیرا نام باقی
کوئی کام ایسا میری جاں کیئے جا

زمانے کا دامن وفا سے ہے خالی
تو درس محبت دیے جا دیے جا !

یہاں آنسوؤں کی نہیں کوئی قیمت
تو آنکھوں ہی آنکھوں میں ان کو پیئے جا

کوئی کام کرنا ہے دار فناہ میں
بھلائی کیے جا ۔ دعائیں لیئے جا

کیا چاک نفرت ، اخوت کا دامن
تو اپنی محبت سے اس کو سیئے جا

کٹھن راستے ہیں سبھی زندگی کے
تو مشکور ہموار ان کو کئے جا



## تلخیاں اپنا مقدر ہو گئیں

تلخیاں اپنا مقدر ہو گئیں
چند خوشیاں جو ملی تھیں کھو گئیں

دل کی بستی پر ہوا نازل عذاب
آرزوئیں حسرتوں میں سو گئیں

الفتیں آئیں بھی کس انداز سے
بیج دل میں نفرتوں کے بو گئیں

دین و دنیا کی یہ دشمن بستیاں
اور بھی نزدیک میرے ہو گئیں

اپنی آنکھوں پہ نہ کیوں جاؤں نثار
آنسوؤں سے داغ دل کے دھو گئیں

اب سچائیوں کی حقیقت کچھ ہنیں
جھوٹ کے بازار میں ہیں کھو گئیں

آج پھر مشکور ہنگامہ ہوا
تختیاں اپنا مقدر ہو گئیں



## خاموش ہیں!!!

قاتل کی اب وہ پہلی جفائیں خاموش ہیں
وہ حسن اب ہنیں ہے ادائیں خاموش ہیں

ہو گا ضرور حادثہ کوئی چمن میں آج
بلبل ہے نوحہ خواں ، ہوائیں خاموش ہیں

جب سے گئے ہیں آپ زمانہ بدل گیا
آتی ہنیں بہار ، گھٹائیں خاموش ہیں

جس زندگی کے موڑ سے گزرے تھے ہم کبھی
وہ فاصلے اداس ہیں راہیں خاموش ہیں

چارہ گروں سے کوئی شکایت ہنیں مجھے
قسمت ہی تھی بری جو دوائیں خاموش ہیں

کیسے سنے گا کوئی بھلا دل جلوں کی بات
عاجز غریب کی تو صدائیں خاموش ہیں

ہے خامشی کا چار سو مشکور زور و شور
چپ ہے زمین اور فضائیں خاموش ہیں



## غزل

اپنی بیتابی دل ہم سے چھپائی نہ گئی
بات کچھ بگڑی تھی ایسی کہ بنائی نہ گئی

آرزوئیں نہ پھلیں ان کے جنازے نکلے
دل میں دلہن تو بجی ساتھ شہنائی نہ گئی

چارہ گر کہتے رہے زخم دکھائیں ان کو
چوٹ کھائی تھی کچھ ایسی کہ دکھائی نہ گئی

دل میں اک آگ نے طوفان مچا رکھا ہے
آنسوؤں سے بھی بجھائی تو بجھائی نہ گئی

چھوڑ کر دشت نور دی کو بھی میں نالاں ہوں
بیٹھنے سے بھی میرے آبلہ پائی نہ گئی

ساتھ رہ کر بھی وہ بیگانے بنے بیٹھے ہیں
اس قرابت میں بھی افسوس جدائی نہ گئی

یوں تو لاکھوں ہی شکایات تھیں ہم کو مشکور
دل کی جو بات تھی لب تک ہی وہ لائی نہ گئی



## وفا کا ذکر چھیڑا تو وفائیں مسکراتی ہیں

وفا کی آرزو کی تو جفائیں مسکراتی ہیں
جو بخشش کی دعا مانگوں دعائیں مسکراتی ہیں

میں جب بھی بیگنا ہی کا کبھی اظہار کرتی ہوں
میری اس بات پر میری خطائیں مسکراتی ہیں

کبھی مسرور ہو کر دل کو جب بھی میں نے بہلایا
میرے حالات کی مجھ پر نگاہیں مسکراتی ہیں

میں اپنی زندگی کو زندگی کا نام دیتی ہوں
تو میری اس نادانی پر قضائیں مسکراتی ہیں

بھروسہ کر کے میں نے قدم رکھا تھا زمانے میں
وفا کا ذکر چھیڑا تو وفائیں مسکراتی ہیں

مجھے درد جگر نے رات دن بستر پہ تڑپایا
میرے چارہ گروں کی سب دوائیں مسکراتی ہیں

میں وہ قیدی ہوں جو مشکور کھل کر رو نہیں سکتا
جو گھبرا کر صدائیں دوں ، صدائیں مسکراتی ہیں



## کر دیا میری کہانی میرے افسانوں کا خون

کیوں کیا بے رحم تونے میرے ارمانوں کا خون
کر دیا میری کہانی ، میرے افسانوں کا خون

خون کے ناطے جو تھے ان میں تکلف آگیا
جوش میں آتا نہیں ہے اپنے بیگانوں کا خون

اے شمع ! تیری تجلی ہی تیری پہچان ہے
کیا مگر حاصل ہے تجھ کو کر کے پروانوں کا خون

اس بدلتے دور میں شاعر بدل کر رہ گیا
اپنے مقصد کے لئے ہوتا ہے دیوانوں کا خون

اس مہنگائی میں بھی ارزاں ہے اگر تو خون ہے
خون ارمانوں کا ہو ، چاہیے ہو انسانوں کا خون

آج کے اس دور میں مرنا مقدر ہو گیا
درد کا نہ پوچھیئے ہوتا ہے در مانوں کا خون

کچھ ہمیں مشکور ویرانوں میں ملتا تھا سکون
دیکھتے ہیں ہو رہا ہے اب تو ویرانوں کا خون



## غزل

ملتے تھے جو کبھی ہمیں بہار کی طرح
آتے ہیں اب کھنچے کھنچے اغیار کی طرح

باتوں کا ان کی ہم بھلا کیسے کریں یقین
اقرار بھی جو کرتے ہیں انکار کی طرح

پہرے بٹھا دیے گئے میرے کلام پہ
ہم گھٹ کے رہ گئے کسی اسرار کی طرح

غربت کا ہو برا کہ یہاں تک پہنچا دیا
چہرے پہ مردنی سی ہے بیمار کی طرح

مفلس کی بیٹیوں کو میسر نہیں سہاگ
رسمیں کھڑی ہیں بیچ میں دیوار کی طرح

شعور چمن کی یاد میں رہتی ہو بیقرار
بڑھیں گئے وہ کاٹ کر تلوار کی طرح



## شہید کی ماں

تو ماں شہید کی ہے یا تو کوہ طور ہے
پاکیزہ کوئی چیز ہے جنت کی حور ہے

آنکھوں کی روشنی تو اپنے وطن کو دی ہے
آسان تو نہیں ہے جو بات تونے کی ہے

پاکیزگی ہمیشہ تیرے ضمیر میں ہے
جذبہ ایثار بیشک تیرے خمیر میں ہے

دکھ ہنس کے سہے ہیں تیرا ہی حوصلہ ہے
صبرو رضا کا تو نے سب کو درس دیا ہے

بے شک جنم دیا تو ملت کے پاسباں کو
تجھ کو سلام پہنچے اور تیرے آستان کو

تو ماں دلاوروں کی خالد ولید کی ماں
اوپیکر شجاعت تو ہے شہید کی ماں



## غزل

نہ ہم کو زندگی یہ راس آئی
ہوئی جس سے اسی سے بے وفائی

ہے دیکھی بے رخی اتنی جہاں میں
بیگانے ہو گئے ہیں بہن بھائی

غلط ہمدردیوں کی آڑ لے کر
بڑی مدت رہے بن کر سودائی

ہمیشہ بے وفا یہ پوچھتا ہے
کروں میں اور کیا تم سے بھلائی

لگا کر دل جہاں میں ہم نے مشکور
ہر اک اہل جہاں سے چوٹ کھائی

## قطعہ

ابھی تھیں رکھیں نشیمن کی میں نے بنیادیں
برق گری جو تو وہ میری آشیانے میں

عشق ہے نام اجل میں اسیر ہونے کا
عشاق رہتے ہیں مشکور قید خانے میں



## پھول کی پتی بھی اب خار نظر آتی ہے

آشیاں کی خوشی بیکار نظر آتی ہے
برق گرنے ہی کو تیار نظر آتی ہے

زرد چہرے میں چھپی ہو گی کہانی کوئی
اور خاموشی بھی اسرار نظر آتی ہے

اسقدر ہم کو حوادث نے بدل ڈالا ہے
پھول کی پتی بھی اب خار نظر آتی ہے

زندگی نام کو بھی ہوتی ہنیں جینے میں
زندگی اب بڑی دشوار نظر آتی ہے

کوئی ہمدم ہے نہ ہمدرد یہاں پر اپنا
اب تو تنہائی ہی غمخوار نظر آتی ہے

مرگ طاری ہے فضاؤں کے تقدس میں کہیں
یہ ہوا بھی مجھے بیمار نظر آتی ہے

تیری ہر بات زمانے سے جدا ہے مشکور
تجھ کو بربادی بھی گھر بار نظر آتی ہے



## غزل

زمانے کی کیسی ادا ہو گئی ہے
وفاؤں کے بدلے جفا ہو گئی ہے

سہارا نہیں ہے کوئی اس جہاں میں
حیاتی سپردے خدا ہو گئی ہے

ستم ہائے دنیا سے زندہ ہوں اب تک
عجب زندگی بے مزا ہو گئی ہے

وہ آئیں نہ آئیں برائے عیادت
میری جان تن سے جدا ہو گئی ہے

الہٰی بتا دے یہ اسرار کیا ہے ؟
دعا بھی میری بددعا ہو گئی ہے

خدا کے لئے چھوڑ دے اب جفائیں
مظالم کی اب انتہا ہو گئی ہے

میری موت کے بعد آخر کہو گے
کہ مشکور ہم سے جدا ہو گئی ہے



## غزل

غم سے آہ و بکا نہ ہو جائے
راز کوئی فشا نہ ہو جائے

ستم ان کے تو بھول جا اے دل
منہ سے کچھ بددعا نہ ہو جائے

ان کو چاہتے ہیں اس عقیدے سے
ڈر ہے وہ بت خدا نہ ہو جائے

ان کی تعریف سے بھی ڈرتی ہوں
مجھ پہ کوئی سزا نہ ہو جائے

اپنے ہی دل میں قید رہنے دو
دل مجرم رہا نہ ہو جائے

وہ کریں گے کبھی نہ ترک جفا
درد دل کی دوا نہ ہو جائے

ان کے جانے کے بعد اے مشکور
ڈر ہے دنیا صحرا نہ ہو جائے



## غزل

عمر گزری ہے سب بیماری میں
کٹ رہے ہیں یہ دن لاچاری میں

کیا کریں کس سے ہم کریں شکوہ
یونہی قسمت میں تھا ہماری میں

کبھی دل میں خوشی ہنیں آتی
جی رہے ہیں مگر بیزاری میں

ہم نے بے لوث تھی محبت کی
وہ تو بے مثل ہیں عیاری میں

سادگی ہی میں تم رہیں مشکور
وہ تو ملتے ہیں دنیا داری میں

○

چمن میں اپنے بہاروں کا احترام کریں
چمکتے چاند ستاروں کا احترام کریں

گزرنے والوں کو جو دھوپ سے بچاتی ہیں
تو آؤ ایسی دیواروں کا احترام کریں

جو آگے بڑھتے طوفانوں کو روک لیتے ہیں
پھر کیوں نہ ایسے کناروں کا احترام کریں

جہاں سے ہم کو ملیں زندگی کی رعنائیاں
ضرور ایسی بہاروں کا احترام کریں

جو حق پہ جان بھی اپنی لٹا گئے مشکور
تو ایسے اللہ کے پیاروں کا احترام کریں



## غزل

میری امید رائیگاں نہ کرو
جان من اسقدر زیاں نہ کرو

اپنے ہی دل میں دفن رہنے دو
میرے اس راز کو عیاں نہ کرو

پھوٹنے دو نا سور سینے کے
اب علاج دل ناداں نہ کرو

حسرتو جاؤ مجھ کو رہنے دو
میرے دل ہی کو تم مکاں نہ کرو

ہائے ، میں اور تمہیں برا جانوں ؟
ایسا مجھ پہ کبھی گماں نہ کرو

پہلے کیا کم ہے ہیں جور و ستم
اب محبت کا امتحان نہ کرو

جس کو سن کر کوئی پریشان ہو
ایسا شکوہ تم بیاں نہ کرو



## غزل

عرش سے فرش پہ لایا گیا ہوں
میں جنت میں بھی بھٹکایا گیا ہوں

زمانے دیکھ اب نہ اور تڑپا
میں پہلے بھی تو تڑپایا گیا ہوں

میں دل کے زخم جس کو بھی دکھائے
وہاں باتوں سے بہلایا گیا ہوں

شمار ہوتا تھا اپنا مہ رخوں میں
میں تھا تو چاند گہنایا گیا ہوں

عجب ہے دیکھنے والوں نے دیکھا
میں اکثر سوچ میں پایا گیا ہوں

جنہیں اپنا میں سمجھا تھا جہاں میں
انہیں رشتوں سے ٹھکرایا گیا ہوں

میں ہوں ان پتھروں کا بھی تو مشکور
جنہیں کھا کر میں زخمایا گیا ہوں

## مجھے معلوم نہ تھا

کتنی دنیا یہ ویراں ہے مجھے معلوم نہ تھا
پتھروں کا یہ جہاں ہے مجھے معلوم نہ تھا

دنیا والوں سے بھلائی کی امیدیں رکھیں
اصل میں یہ ہی زیاں ہے مجھے معلوم نہ تھا

سینکڑوں باتیں سنیں قافلہ سلاروں کی
اپنی منزل ہی کہاں ہے مجھے معلوم نہ تھا

ہم دل و جان سے جب کہتے رہے لخت جگر
اب وہی دشمن جاں ہے مجھے معلوم نہ تھا

اپنی خاموشی پہ دنیا نے دیے رنج و الم
اپنے منہ میں بھی زباں ہے مجھے معلوم نہ تھا

وقت پیری میں جو لاٹھی کے سہارے نہ ہوئے
اپنی ہمت تو جواں ہے مجھے معلوم نہ تھا

ایک تیری ہی کہانی تو نہیں ہے مشکور
ہر طرف آہ و فغاں ہے مجھے معلوم نہ تھا



## ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی ملتی ہے

اپنے اسلاف کے اقوال دہرانے ہوں گے
ہمنوا مل کے کئی کام بنانے ہوں گے

باغ ہستی میں کہیں دور خزاں نہ آئے
خشک ٹہنی پہ نئے پھول کھلانے ہوں گے

عزم و ہمت کی ذرا ہاتھ میں مشعل لے کر
راستے اپنی منازل کے دکھانے ہوں گے

ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی ملتی ہے
بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑانے ہوں گے

پھر ہمیں وقت نے مشکور کئی بار کہا
اپنے اپنے جو فرائض ہیں نبھانے ہوں گے

## تین شعر

زندگی کٹتی رہی اور امتحاں آتے رہے
حیرتیں گم ہوں جہاں ایسے مکاں آتے رہے

دل کے آئینے میں دیکھا تو بڑا شفاف تھا
جور دنیا سے مگر اس پر نشاں آتے رہے

زخم دنیا نے لگائے ہیں تو پھر مشکور کیا
زندگی میں دکھ کے بحر بیکراں آتے رہے



## غزل

لیے آسماں امتحاں کیسے کیسے
زمانے نے چھوڑے نشاں کیسے کیسے

گری بجلیاں آسماں پر سکوں
مگر جل گئے آشیاں کیسے کیسے

حقیقت ہے خالق تو ہے دو جہاں کا
بنائے ہیں اہل جہاں کیسے کیسے

سنائیں بھلا ہم کسے دل کی باتیں
نہ معلوم ہوں راز داں کیسے کیسے

اجل کے نہ ہاتھوں بچا کوئی مشکور
مٹائے ہیں پیرو جواں کیسے کیسے

## غزل

خود فریبی کھا رہی ہے زندگی
ختم ہوتی جارہی ہے زندگی

مشکلیں آتی رہیں بڑھتی رہیں
منہ چھپائے جارہی ہے زندگی

چار دن جینا ہے تو سامان کر
ہم کو یہ بتلا رہی ہے زندگی

عقل کی بھی عقل پہ پردے پڑے
بن کے غفلت چھا رہی ہے زندگی

چار دن جینے کے ہوتے ہیں مگر
پھر یہ کیوں تڑپا رہی ہے زندگی



موت کا مشکور کیوں افسوس ہو
کیا خوشی دکھلا رہی ہے زندگی

# غزل

اک جہان آرزو ویران ہے
دل تمناؤں کا قبرستان ہے

میرے اشکوں کی روانی دیکھ کر
رحمت باراں بڑی حیران ہے

جذبہ ایثار کو بیدار کر
مرد مومن کی یہی تو شان ہے

عزم تیرا گر خلیل اللہ کا ہو
آگ میں کودے تو کیا نقصان ہے